1

وقت کی نزاکت کو محسوس کرو اور خدا تعالیٰ کی اس نعمت کی قدر کرو جو اس نے تمہیں دی ہے

(فرمودہ 13 ؍جنوری 1950ء بمقام ربوہ)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

"مجھے جلسہ سالانہ کے بعد پہلے زکام کی شکایت رہی پھر بخار ہو گیا۔ اس کے بعد کھانسی کی تکلیف ہو گئی۔ بخار تو اَب اُتر چکا ہے لیکن کھانسی اور نزلہ ابھی تک باقی ہیں۔ جس کی وجہ سے مجھے آج خطبہ جمعہ تو نہیں پڑھانا چاہیئے تھا کیونکہ گلے کی سوزش کی ابھی ایسی حالت ہے کہ تھوڑا سا بولنا بھی گلے کے لئے مُضِر ہو سکتا ہے۔ اور جیسا کہ آپ لوگوں کو میری آواز سے معلوم ہو سکتا ہے میرا گلا ابھی تک بیٹھا ہوا ہے اِس کی وجہ سے تھوڑی سی تقریر کرنا بھی تکلیف پیدا کر سکتا ہے۔ لیکن چونکہ پچھلا خطبہ جمعہ مَیں بیمار ہونے کی وجہ سے نہیں پڑھا سکا اور نئے سال کی ذمہ داریوں کی طرف جماعت کو توجہ دلانا بھی ضروری ہے اِس لئے میں نے فیصلہ کیا کہ گو مختصر الفاظ میں ہی سہی مگر آج کا خطبہ میں خود پڑھوں۔

پیشتر اس کے کہ میں خطبہ کے مضمون کی طرف توجہ کروں میں اِس امر پر اظہارِ افسوس کرنا چاہتا ہوں کہ پرسوں یہاں ایک پرانے صحابی کا جنازہ آیا جس کے والد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قریب ترین صحابہ میں سے تھے اور آپؑ کے ایک بہت بڑے نشان کے حامل تھے۔ لیکن یہاں کے کارکنوں نے ایسی بے اعتنائی اور غفلت برتی جو میرے نزدیک ایک نہایت شرمناک حد تک پہنچی ہوئی ہے۔ جنازہ مہمان خانہ میں لایا گیا مگر کسی نے تکلیف گوارہ نہ کی کہ وہ اُس کی طرف توجہ کرے اور نہ ہی جنازہ کا مسجد

میں اعلان کیا گیا۔ میں دوسرے دن دو پہر تک انتظار کرتا رہا کہ کوئی مجھے اطلاع دے اور میں نماز جنازہ پڑھاؤں لیکن کسی نے مجھے اطلاع نہ دی۔ جب درد صاحب آئے تو انہوں نے مجھے بتایا کہ جنازہ کسی نے پڑھا دیا ہے۔ بعد میں مجھے معلوم ہوا کہ میری طرف سے یہ کہہ دیا گیا کہ میں بیمار ہوں اور جنازہ کے لئے باہر نہیں آ سکتا اِس لئے جنازہ پڑھا دیا جائے۔ اِس میں کوئی شبہ نہیں کہ میں بیمار تھا اور باہر نہیں آ سکتا تھا۔ لیکن جب وصیت کا کاغذ میرے پاس دستخط کے لئے آیا تو اُن تعلقات کی وجہ سے جو ان کے والد صاحب کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تھے میں نے فیصلہ کیا کہ خود جنازہ پڑھاؤں۔ مگر یونہی کہہ دیا گیا کہ میں نے جنازہ پڑھانے کی اجازت دے دی ہے۔ حالانکہ مجھے اطلاع ہی نہیں دی گئی۔ میں کل دو پہر تک انتظار کرتا رہا۔ رات کو تو میں نے خیال کیا کہ مناسب نہیں سمجھا گیا کہ رات کو جنازہ پڑھا جائے۔ اور کل دو پہر تک میں نے سمجھا کہ رشتہ داروں کے آنے کی وجہ سے دیر ہو ہی جاتی ہے اِس لئے شاید دیر ہوگئی ہو۔ لیکن بعد میں معلوم ہوا کہ جنازہ خود پڑھا دیا گیا ہے اور میری طرف سے یہ کہہ دیا گیا کہ میں بیمار ہوں اِس لئے جنازہ کے لئے باہر نہیں آ سکتا جنازہ پڑھا دیا جائے۔ میں نے یہ کیس ناظر صاحب اعلیٰ کے سپرد کر دیا ہے اور تمام ایسے آدمیوں کو جنہوں نے یہ حرکت کی ہے سرزنش کی جائے گی خصوصاً وصیت کا محکمہ بہت حد تک اِس کا ذمہ وار ہے۔

میں جماعت کو بدقسمت سمجھوں گا اگر وہ اپنی تاریخ سے ناواقف ہو جائے۔ جو جنازہ آیا تھا وہ عبداللہ صاحب سنوری کے بیٹے کا تھا جو صوفی عبدالقدیر صاحب نیاز کے بڑے بھائی اور مولوی عبدالرحیم صاحب درد (ناظر امور خارجہ صدر انجمن احمدیہ) کے پھوپھی زاد بھائی تھے۔ مولوی عبداللہ صاحب سنوری کی ہستی ایسی نہیں کہ جماعت کے جاہل سے جاہل اور نئے سے نئے آدمی کے متعلق بھی یہ قیاس کیا جا سکے کہ اُسے آپ کا نام معلوم نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وہ کشف جس میں کپڑے پر سُرخ روشنائی کے چھینٹے پڑے اور روشنائی ظاہری طور پر دکھائی دی مولوی صاحب اس نشان کے حامل اور چشم دید گواہ تھے۔ ان کی آنکھوں کے سامنے وہ چھینٹے گرے۔ اور پھر خدا تعالیٰ نے انہیں یہ مزید فضیلت بخشی تھی کہ ایک چھینٹا ان کی ٹوپی پر بھی آ پڑا۔ گویا خدا تعالیٰ کے عظیم الشان نشان میں اور ایسے نشان میں جو دنیا میں بہت کم دکھائے جاتے ہیں وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ شامل تھے۔ لیکن اِن کے لڑکے کا جنازہ مہمان خانہ میں پڑا رہا مگر کسی نیک بخت کو یہ نہیں سُوجھا کہ وہ مساجد

میں اعلان کرے کہ فلاں کا جنازہ آیا ہے احباب نماز میں شامل ہوں۔ اور میرے متعلق یہ غلط بیانی کی گئی کہ میں نے کہا ہے کہ میں بیمار ہوں اس لئے باہر نہیں آ سکتا جنازہ پڑھا دیا جائے۔ اور وہ حقیقت اِس طرح کھلی کہ درد صاحب آئے اور اُنہوں نے بتایا کہ میں بھی لاہور سے ابھی پہنچا ہوں اور دوسرے رشتہ دار بھی بھاگ دَوڑ کر یہاں پہنچے ہیں مگر جنازہ پڑھا دیا گیا ہے اور ہم جنازہ میں شامل نہیں ہو سکے۔ آخر درد صاحب نے باہر نکل کر جھگڑا کیا کہ انہوں نے کیوں جنازہ میں اُنہیں شریک نہیں کیا۔ اِس پر اُن کی بیٹی آئی اور اُس نے بتایا کہ ہم نے جنازہ کے لئے کہا تھا مگر ہمیں یہ بتایا گیا کہ حضور نے جنازہ پڑھانے کی اجازت دے دی ہے کیونکہ آپ بیمار ہیں اور باہر نہیں آ سکتے۔ بہرحال ایسے کارکنوں کے خلاف مناسب اقدام کیا جائے گا اور اُنہیں سرزنش کی جائے گی۔ لیکن چونکہ میں جنازہ میں شریک نہیں ہو سکا اِس لئے نماز جمعہ کے بعد میں ان کا جنازہ غائب پڑھاؤں گا۔

اِسی طرح ڈاکٹر اقبال غنی صاحب کا بھی جنازہ پڑھاؤں گا۔ مرحوم میرے بچپن کے دوست تھے۔ بچپن میں تین بچے تھے جو میری عمر کے تھے اور جن سے میری گہری دوستی تھی۔ ڈاکٹر صاحب ان میں سے ایک تھے۔ وہ میری بڑی بیوی کی سوتیلی والدہ کے بھائی تھے۔ یعنی ناصر احمد اور مبارک احمد وغیرہ کی جو سوتیلی نانی تھیں اُن کے وہ بھائی تھے۔ بچپن میں ہم اکٹھے پڑھتے رہے ہیں اور اس کے بعد بھی اُن کے ساتھ میرے گہرے تعلقات رہے۔ دوسرے دوست سید حبیب اللہ شاہ صاحب تھے جو بعد میں میرے سالے ہو گئے۔ اور ان کی بہن اُمِّ طاہر سے میری شادی ہوگئی۔ تیسرے دوست پروفیسر تیمور تھے جو بعد میں مرتد ہو گئے۔ باقی کم وبیش دوستی تو دوسروں سے بھی تھی مگر جن کو یک جان و دو قالب کہتے ہیں وہ یہ تین ہی تھے۔ ڈاکٹر اقبال غنی صاحب مرحوم کے متعلق بھی مجھے افسوس ہے کہ مجھے کسی نے اطلاع نہیں دی۔ جس سے تعلقات ہوں انسان کا دل چاہتا ہے کہ اُس کے بارہ میں جلد سے جلد ہر قسم کی اطلاع مل جائے۔ میاں بشیر احمد صاحب نے اطلاع دی ہے کہ میں نے آپ کو تار دی تھی مگر وہ تار مجھے نہیں ملی۔

تیسرے دوست راجہ محمد نواز صاحب ہیں جن کا آج جمعہ کی نماز کے بعد میں جنازہ پڑھاؤں گا۔ یہ راجہ علی محمد صاحب کے رشتہ دار تھے۔ نوجوان طالب علم تھے کہ جب احمدی ہوئے۔ ان کی مخالفت شدت سے ہوئی لیکن انہوں نے اعلیٰ درجہ کی استقامت دکھائی۔ پچھلی دفعہ جب نماز جنازہ پڑھائی گئی تو

دفتر والوں نے ان کا نام فہرست میں شامل نہیں کیا تھا۔ میں نے کہا تھا کہ ایک نام رہ گیا ہے بعد میں یاد آ گیا کہ وہ راجہ محمد نواز صاحب تھے۔

اس کے بعد میں دوستوں کو تحریک جدید کے وعدوں کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ میں نے اس دفعہ جب تحریک جدید دفتر اول کے سولہویں اور دفتر دوم کے چھٹے سال کی تحریک کی تو اُس وقت یہ بیان کرنا بھول گیا کہ وعدوں کی آخری میعاد کیا ہوگی۔ پھر جلسہ سالانہ کے موقع پر اپنی تقریر کے نوٹوں میں مَیں نے یہ بات درج کی تھی کہ میعاد کا اعلان کروں گا۔ لیکن جب تقریر کے لئے کھڑا ہوا اور دوسرے مضامین لمبے ہو گئے تو یہ بات ذہن سے اُتر گئی۔ اِس کے بعد ارادہ تھا کہ خطبہ جمعہ میں جو اِس سال کا پہلا خطبہ ہوگا میں میعاد کا اعلان کروں گا۔ لیکن بیماری کی وجہ سے پچھلے جمعہ مَیں خطبہ کے لئے آ نہ سکا اس لئے آج میں اِس بارہ میں اعلان کرتا ہوں۔ اور چونکہ اعلان کرنے میں اب دیر ہوگئی ہے اِس لئے میں میعاد کو کچھ لمبا کر دیتا ہوں۔ یعنی پہلے وعدوں کی آخری میعاد 7 فروری ہوتی تھی اور اس وقت تک مخلصینِ جماعت کوشش کر کے پورے وعدے لکھوا دیتے تھے۔ لیکن اِس دفعہ چونکہ میعاد کا اعلان نہیں کیا گیا اِس لئے لوگ اس دُبدَھا[1] میں رہے کہ پتہ نہیں تحریک جدید کے وعدوں کی آخری میعاد کیا ہوگی۔ اِس لئے بجائے 7 فروری کے میں 28 فروری آخری میعاد مقرر کرتا ہوں۔ یعنی 28 فروری تک جو دوست اپنے وعدے لکھوا دیں گے اُن کے وعدوں کو قبول کر لیا جائے گا۔ یا یکم مارچ تک جو وعدے ڈاک میں ڈال دیں گے اُن کے متعلق سمجھ لیا جائے گا کہ اُنہوں نے وقت کے اندر اندر وعدہ لکھوا دیا ہے۔

میں نے گزشتہ تحریک کے اعلان کے موقع پر خدام الاحمدیہ کو توجہ دلائی تھی کہ وہ خصوصیت کے ساتھ تحریک جدید دفتر دوم کی طرف توجہ کریں۔ بعض جماعتوں کی طرف سے اطلاع آئی ہے کہ وہ اس کام کے لئے کوشش کریں گی اور یہ کہ وہ اپنا پورا زور لگائیں گی کہ سال ششم میں زیادہ سے زیادہ وعدے کئے جائیں اور کوئی نوجوان اس میں حصہ لینے سے پیچھے نہ رہے۔ لیکن جو اعداد و شمار میرے سامنے پیش کئے گئے ہیں اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ اِس سال کے وعدے گزشتہ سال کے وعدوں کے مقابلہ میں ساٹھ فیصدی ہوئے ہیں۔ گویا بجائے بڑھنے کے پچھلے سال سے بھی وعدے چالیس فیصدی کم ہیں۔ اِسی طرح اِس وقت تک جو وعدے دفتر اول کے آئے ہیں اُن میں بھی پچھلے سال کی نسبت پچاس ہزار

کے وعدوں کی کمی ہے حالانکہ کام ہمارا بہت بڑھ رہا ہے اور بڑھتا چلا جائے گا۔ ہمارا سالانہ بجٹ ابھی اتنا نہیں کہ اُس سے ایک چھوٹے سے قصبہ کا کام بھی کیا جائے۔ مگر ہم اِسی بجٹ سے ساری دنیا کا کام کر رہے ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ ہم اِتنی چھوٹی سی رقم سے اِس پر قادر ہو گئے ہیں۔ بہرحال ہمارا یہ فرض ہے کہ اپنی مقدرت کے مطابق اپنا کام بڑھاتے جائیں۔ جو قومیں ٹھہر جاتی ہیں وہ ترقی کی طرف نہیں جاسکتیں۔ دنیا کو خدا تعالیٰ نے اِس طور پر بنایا ہے کہ جو کھڑا ہوا مرا۔ گویا کھڑا ہونا ایک موت ہے۔ یہ بات خوب یاد رکھو کہ کھڑا ہونا کوئی چیز نہیں۔ یا تم آگے بڑھو گے یا پیچھے ہٹو گے تم کسی جگہ پر کھڑے نہیں ہو سکتے۔ الٰہی قانون تمہیں کھڑا نہیں ہونے دے گا۔ جو بھی کھڑا ہو گا یقیناً پیچھے جائے گا۔ پس ضروری ہے کہ ہم اپنا قدم آگے کی طرف بڑھائیں۔

میں نے احباب کو اِس طرف بھی توجہ دلائی تھی کہ ہمارا ارادہ ہے کہ اِس سال تین جگہ پر اپنے نئے مشن کھولیں۔ اور پھر بعض مبلغوں کا آپس میں تبادلہ بھی ہو رہا ہے یعنی بعض مبلغین کو واپس بلایا جا رہا ہے اور بعض کو اُن کی جگہ پر بھجوایا جا رہا ہے۔ اِس کی وجہ سے اخراجات میں تیس چالیس ہزار کی زیادتی ہو گی۔ ہم نے یہ بھی فیصلہ کیا ہے کہ امریکہ کے سیاسی مرکز واشنگٹن میں جہاں اُن کا پریذیڈنٹ رہتا ہے اپنا مشن جلد کھول دیں۔ اور پھر بجائے اِس کے کہ ہم کرایہ پر وہاں مکان لیں، اپنا مکان خریدیں تا وہ ہمارا مستقل مرکز ہو۔ چنانچہ ایک اعلیٰ جگہ پر ایک مکان خرید لیا گیا ہے جو پریذیڈنٹ کے مکان کے بالکل قریب ہے۔ اِتنا قریب تو نہیں جو ہم سمجھتے ہیں بلکہ جتنا ٹریفک کی سہولت کی وجہ سے وہاں قریب سمجھا جاتا ہے قریب ہے۔ اور یہ مکان غالباً ڈیڑھ لاکھ روپیہ میں آئے گا۔ یہ تین منزلہ مکان ہے۔ علاوہ پانچ رہائشی کمروں کے ڈائننگ روم اور سٹنگ روم وغیرہ بھی ہیں۔ اِس مکان کے متعلق میں نے لکھا تھا کہ چودھری محمد ظفر اللہ خان صاحب کو بھی دکھا لیا جائے اور اُن کی پسندیدگی حاصل کر لی جائے۔ سو آج ہی مجھے ایک تار ملا ہے جس میں لکھا ہے کہ مکان چودھری ظفر اللہ خان صاحب کو بھی دکھا دیا گیا ہے اور اُنہوں نے اسے پسند کیا ہے۔ خاص طور پر اُنہوں نے مکان کے محلِ وقوع کو بہت پسند کیا ہے۔ یہ ڈیڑھ لاکھ روپیہ کا مزید خرچ بھی اِس سال زائد پڑے گا۔ اِسی طرح ہالینڈ میں بھی ہم مسجد بنانے کی تجویز کر رہے ہیں۔ غالباً ایک لاکھ کے قریب وہاں بھی خرچ آئے گا۔ غرض قریباً تین لاکھ روپیہ کا خرچ اِس سال مزید اٹھانا پڑے گا۔ پس جماعت کو چاہیے کہ وہ بجائے اِس کے کہ سُستی کرے اپنے قدم تیز

کرے۔ جس رنگ میں اور جس اخلاص کے ساتھ جماعت نے جلسہ سالانہ کے موقع پر ظاہر کیا اُسے دیکھتے ہوئے میں امید کرتا ہوں کہ مخلصینِ جماعت اور کارکن بہت جلد اِس طرف توجہ کریں گے اور اپنے قدموں کو آگے بڑھانے کی کوشش کریں گے اور جلد از جلد اپنے وعدے بڑھا کر پیش کریں گے۔

اِس کے علاوہ اپنے فرائض اور ذمہ داریوں کو محسوس کرتے ہوئے جماعتیں حفاظتِ مرکز کے چندے بھی وصول کرنے کی کوشش کریں۔ میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ حالات میں دو سال یعنی 1950ء اور 1951ء خاص طور پر مالی بوجھ کے آئیں گے۔ اِن دونوں سالوں میں خصوصیت کے ساتھ جماعت پر بہت مالی بوجھ پڑے گا اور اِس کے بعد بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عارضی طور پر جو مالی دباؤ پڑا ہے وہ کم ہو جائے گا۔ سو جماعت کو ہر وقت یہ بات مدنظر رکھنی چاہیے کہ یہ دو سال خاص قربانیوں کے ہیں۔ بلکہ درحقیقت 1946ء سے ہی جماعت پر مالی دباؤ پڑ رہا ہے۔ اس لئے پچھلے تین سالوں کو ساتھ ملا لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ پانچ سال کا عرصہ مالی لحاظ سے خصوصیت سے جماعت کے لئے امتحان اور آزمائش کا عرصہ ہے۔ کارکنوں کو چاہیے کہ اگلے دو سال میں وہ اپنے گھروں کو مضبوط کریں۔ اور اِس عرصہ میں امید کی جاتی ہے کہ سلسلہ کے تجارتی اور صنعتی ادارے اِتنی آمد پیدا کرنا شروع کر دیں گے کہ سلسلہ کا بوجھ کچھ ہلکا ہو جائے۔ اور اگر دیانتدار کارکن مل جائیں تو یہ معمولی بات ہے اور ایک ادنیٰ توجہ کے ساتھ اِس ضرورت کو پورا کیا جا سکتا ہے۔

خدام الاحمدیہ کو میں دوبارہ اِس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ اُن کا فرض ہے کہ اِس سال وہ کوشش کریں کہ کوئی نوجوان ایسا نہ رہے جس نے تحریک جدید دفتر دوم میں حصہ نہ لیا ہو۔ ہر جگہ کے خدام الاحمدیہ ہر فرد کے پاس جائیں اور تسلی کر لیں کہ ایک نوجوان بھی ایسا نہیں رہا جس کا تحریک جدید دفتر اول میں حصہ نہیں تھا اور تحریک جدید دفتر دوم میں بھی اُس نے حصہ نہیں لیا۔ اِسی طرح جیسا کہ مجھے معلوم ہوا ہے ہر جگہ خدام الاحمدیہ قائم نہیں۔ میں جماعتوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ جلد سے جلد اپنی جگہوں پر مجلس خدام الاحمدیہ قائم کریں اور کوئی جگہ ایسی نہ رہے جہاں جماعت احمدیہ موجود ہو اور مجلس خدام الاحمدیہ قائم نہ ہو۔ تا نوجوانوں میں کام کی جو تحریک کی جائے وہ جلد اور بسہولت ترقی کرے۔ یہ کام اللہ تعالیٰ کا ہے اور مجھے یقین ہے کہ اس کے لئے وہ خود ہی ہر قسم کے رستے کھولے گا۔ لیکن یہ اُس کی عنایت ہے کہ وہ ہمیں کام کا موقع دے رہا ہے۔

پس مبارک ہے وہ شخص جسے خدا تعالیٰ نے ایسے زمانہ میں پیدا کیا جس کی امید لگائے ہوئے بڑے بڑے صلحاء اور اولیاء اور بزرگ سینکڑوں سال سے انتظار کر رہے تھے۔ اور مبارک ہے وہ شخص جس کو خدا تعالیٰ نے اِس زمانہ میں پیدا کر کے اُسے حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شناخت کی بھی توفیق بخشی جس کی انتظار سینکڑوں سال سے دنیا کر رہی تھی۔ اِس کی اہمیت اِس بات سے معلوم ہوسکتی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تمہیں برف کے میدانوں میں گُھٹنوں کے بل بھی چل کر جانا پڑے تو اُس کے پاس پہنچو2 اور اسے میرا اسلام بھی پہنچاؤ۔3 اور پھر مبارک ہے وہ شخص جس کو حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شناخت کے بعد خدا تعالیٰ نے کام کی توفیق بخشی۔ اور ایسے کام کی توفیق بخشی کہ اُسے اُس غرض کو جس کے لئے وہ دنیا میں آیا تھا پورا کرنے کے لئے معتدبہ حصہ ملا۔ اور ایسا حصہ ملا کہ خدا تعالیٰ کے دفتر میں وہ اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ میں لکھا گیا۔ پس نوجوانوں کو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ خدا تعالیٰ نے اُنہیں زریں موقع عطا فرمایا ہے جو صدیوں بلکہ میں کہتا ہوں ہزاروں سال میں بھی میسر نہیں آتا۔ دنیا نے چھ ہزار سال تک انتظار کیا اور پھر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔ پھر 13 صدیاں مسلمانوں نے بھی انتظار میں گزاریں پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نائب، بروز اور خلیفہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اس زمانہ کو شیطان کی آخری جنگ کہا گیا ہے۔ گویا اِس سے زیادہ نازک وقت دین پر کبھی نہیں آیا اور آئندہ کبھی نہیں آئے گا۔ سو اِس موقع پر جس کو کام کرنے کی توفیق ملے وہ نہایت ہی بابرکت انسان ہے۔

پس اپنی اہمیت کو سمجھو، وقت کی نزاکت کو محسوس کرو اور خدا تعالیٰ کی اِس نعمت کی قدر کرو جو اُس نے تمہارے ہاتھوں کی پہنچ میں رکھی ہے۔ صرف تمہیں اپنا ہاتھ لمبا کرنے کی ضرورت ہے جس کے لئے وہ صلحاء اور بزرگ بھی ترستے رہے جن کو یاد کر کے تمہاری آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں اور تم اُن پر رشک کرتے ہو۔ جس طرح اُن کا تقویٰ اور اُن کا زہد تمہارے لئے قابلِ رشک ہے اُسی طرح تمہارا اِس زمانہ میں کام کرنا اُن کے لئے بھی قابلِ رشک ہے۔ حضرت شبلیؒ، حضرت جنید بغدادیؒ، حضرت شہاب الدین سہروردیؒ، خواجہ معین الدین چشتیؒ اور حضرت محی الدین ابن عربیؒ کے نام جب تم پڑھتے ہو تو تمہیں اِس بات پر رشک آتا ہے کہ اُنہوں نے کس کس رنگ میں خدا تعالیٰ کو پانے کے لئے کوشش کی اور کیا کیا رستے برکتوں کے خدا تعالیٰ نے اُن کے لئے کھولے۔ اور تم رشک کرنے میں

حق بجانب ہو کیونکہ وہ اپنے زمانہ میں دین کے ستون تھے، وہ اپنے زمانہ میں خدا تعالیٰ کی رحمت کے نشان تھے اور خدا تعالیٰ کا چہرہ دکھانے والے تھے۔ لیکن میں سچ کہتا ہوں وہ بھی تم پر رشک کرتے ہیں کیونکہ تمہیں خدا تعالیٰ نے اِس زمانہ میں پیدا کیا ہے جس کے لئے اُن کو بھی تڑپ تھی۔ پس اپنی حیثیت کو سمجھتے ہوئے اور اپنے عالی مقام کو دیکھتے ہوئے تم وہ طریق کار تلاش کرو جو بڑے درجہ کے لوگوں کو اختیار کرنا چاہیے۔“

(الفضل مورخہ 22 جنوری 1950ء)

1: دبدھا: شک۔ تذبذب

2: سنن ابن ماجه كتاب الفتن باب خروج المهدی

3: مسند احمد بن حنبل (مسند ابی هريرةؓ) جزء 2 صفحہ 577 مطبع بیروت لبنان 1994ء